علوم ومعارف

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

۱۔ لطیفہ کل جدید لذیذ | فرمایا: کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ پر مجھے مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا لطیفہ یاد آیا کہ مولاناؒ کا معمول تھا کہ امراء کو تو چٹنی ساگ پات کھلاتے تھے۔ اور غرباء کو پلاؤ زردہ اور مرغن کھلاتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا قاعدہ ہے۔ کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ نئی چیز مزیدار ہوتی ہے۔ تو میں اپنے مہمانوں کو نئی چیز کھلانا چاہتا ہوں تاکہ لذت زیادہ آئے۔ پس امراء کے لئے تو یہ معمولی کھانے جدید ہیں مرغن تو وہ اپنے گھر میں ہر روز کھاتے ہیں۔ اور غرباء کے لئے مرغن کھانے جدید ہیں۔ یہ تو مولانا کا لطیفہ تھا۔ ورنہ اصل وجہ یہ تھی کہ مولانا کے دل میں غرباء کی وقعت امراء سے زیادہ تھی۔ (اصلاح ذات البین صے ۶ الافاضات الیومیہ صے ۲۹ ج ۲، راحت القلوب صے ۳۹)

۲۔ نرمی سے نصیحت | فرمایا مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا واقعہ ہے کہ ایک خان صاحب مولاناؒ کے بڑے دوست تھے، مگر لباس ان کا خلاف شریعت تھا۔ اور وہ جمعہ کے روز مولاناؒ ہی کے پاس آکر غسل کرتے، کپڑے بدلتے اور جمعہ پڑھتے اور انداز سے یہ معلوم تھا کہ پکے آدمی ہیں، کہنے سے نہ مانیں گے۔ مولاناؒ نے ایک جمعہ کو ان سے فرمایا کہ میاں آج دو جوڑے لیتے آئیے۔ ہم بھی تمہاری وضع کا لباس پہنیں گے۔ وہ صاحب بے حد متاثر ہوئے اور عرض کیا کہ خدا نہ کرے آپ مجھ خبیث کی وضع پر رہیں۔ آپ ہی مجھ کو ایک جوڑہ دیجئے۔ میں اسکو پہنوں گا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس لباس سے توبہ کرلی۔۔۔ حق تعالیٰ نے نرمی میں خاصہ رکھا ہے جذب کا۔ (الافاضات الیومیہ صے ۶۳ ج ۳)

۔۔۔ اس لئے ہمیشہ نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔ شیخ سعدی مرحوم نے سچ فرمایا ہے کہ

درشتی وسختی نیاید بکار　　　　بنرمی زآید ز سوراخ مار

۳۔ دنیا عزت سے ملتی ہے | فرمایا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا فرمانا یاد آگیا کہ دنیا ہمیں بھی ملتی ہے اور امراء کو بھی مگر اتنا فرق ہے کہ ہم کو عزت کے ساتھ ملتی ہے اور انکو ذلت کے ساتھ۔ مگر اس استغنا کا حاصل اپنی عزت کی حفاظت ہے نہ کہ امراء کی تحقیر کیونکہ کسی کی تحقیر بہت بڑی بات ہے۔ (الاضافات الیومیہ ص ۲۶ ج ۳)

۴۔ جس قدر علم بڑھتا ہے تقلید کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے | فرمایا: کہ ایک غیر مقلد نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی تقریر سن کر کہا کہ آپ مجتہد ہو کر تعجب ہے کہ تقلید کرتے ہیں۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ مجھ کو اس سے زیادہ اس پر تعجب ہے کہ آپ غیر مجتہد ہو کر تقلید نہیں کرتے۔ اور میں کہتا ہوں کہ ان بزرگ نے اس سے تقلید کی ضرورت سمجھ لی ہوگی کہ جب اتنا بڑا شخص مقلد ہے تو ہم کس شمار میں ہیں حضرت جس قدر علم بڑھتا ہے تقلید کی ضرورت زیادہ محسوس ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے سامنے ایسے مواقع بہت آتے ہیں۔ جہاں اپنی رائے کام نہیں دیتی۔ (الافاضات الیومیہ ص ۱۴۲ ج ۳)

۵۔ شان مسکنت وغربت | فرمایا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی ایک طالب علم نے دعوت کی، آپ نے فرمایا کہ ایک شرط سے منظور ہے کہ خود کچھ مت پکانا گھروں میں جو تمہاری روٹیاں مقرر ہیں وہی ہم کو بھی کھلا دینا۔ اس نے منظور کر لیا۔ یہ ہے شان مسکنت اور غربت اور انکسار اور عاجزی کی کہ اتنا بڑا شخص اور اس طرح اپنے کو مٹائے ہوئے تھا۔

(الاضافات الیومیہ ج ۳ ص ۱۶۷)

۶۔ شان استغناء | فرمایا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا قصہ ہے بریلی کے ایک رئیس نے غالباً چھ ہزار روپیہ پیش کیا کہ کسی نیک کام میں لگا دیجئے۔ فرمایا کہ لگانے کے بھی تم ہی اہل ہو تم ہی خرچ کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیا اہل ہوتا۔ فرمایا میرے پاس اسکی دلیل ہے۔ وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اہل سمجھتے تو مجھ کو ہی دیتے۔ تبسم فرماتے ہوئے حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ اس کا جواب تو ہے تھا کہ حضرت! اللہ میاں دے تو رہے ہیں۔

(الاضافات الیومیہ ص ۱۹۹ ج ۲)

۷۔ محقق کی قسمیں | فرمایا: آجکل درویشوں کی دو قسمیں ہیں ایک محق۔ ایک مبطل۔ پھر محق کی دو قسمیں ہیں ایک محقق ایک غیر محقق۔ باستثناء محققین کے کہتا ہوں کہ آج محق بھی اسکی کوشش کرتے ہیں کہ امراء سے تعلق ہو۔ باوجودیکہ وہ اہل حق ہیں۔ ان کا مذاق نہیں، مگر

پھر بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ امراء سے تعلق ہو گو انکی نیت بری نہیں مگر پھر بھی اس مذاق کا ضرر زیادہ ہے۔ اس لئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اس سے بہت سختی کے ساتھ نفرت رکھتے تھے۔ لوگوں کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں سے تعلق رکھنے ہیں گو حب دنیا بھی نہ ہو تب بھی بڑا مفسدہ ہے۔ جسکا بکثرت مشاہدہ ہو رہا ہے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۱۲ ج ۴)

مثلاً وہ علماء کو دل سے حقیر سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ علماء ہمارے سے محتاج ہیں اور ہمارے پاس دنیا ہے۔ اس لئے وہ ہماری خوشامد کرتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت اہلِ دنیا اہلِ دین کے محتاج ہیں۔ اہلِ دین بجز اللہ کے کسی کے محتاج نہیں۔

۸۔ **اصلاح کیسے ہو سکتی ہے** | فرمایا: کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا یہ مقولہ سنا ہے کہ جس کا پیر بڑا نہ ہو۔ اس مرید کی اصلاح ہو نہیں سکتی۔ مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ بڑے نازک مزاج تھے۔ عالی خاندان تھے۔ دیوبند پڑھنے آئے، مولاناؒ نے دیکھا کہ صلاحیت ہے ان میں عالی دماغ ہیں۔ اب تربیت بھی ساتھ ساتھ شروع فرما دی۔ حضرت ان کو چاہتے بہت تھے۔ مگر اصلاح میں ذرا رعایت نہ کرتے تھے۔ کوئی جولاہا آتا دعوت کرنے فرماتے ایک لڑکا بھی ساتھ ہوگا۔ وہ خوشی سے قبول کر لیتے، کہیں چٹائی پر بیٹھ کر اور کہیں کمبل پر بیٹھ کر روٹی کھانی پڑتی۔ اس میں ترکِ تکلف کی عادت ڈالنا مقصود تھی۔ ایک گاؤں والا ایک گاڑھے کا تھان حضرت مولاناؒ کے واسطے لایا۔ حضرتؒ نے درزی کو بلا کر فرمایا کہ اس میں سے اس لڑکے کے واسطے کرتہ پاجامہ قطع کر کے سی دو۔ ان کو یہ معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کسی نے بندوق مار دی ہو۔ مگر پھر بھی پہننا پڑا اور سب تکلف طبیعت سے رخصت ہوا۔ گو لطافت اس وقت بھی رہی۔ لطافت تو فطری چیز ہے مگر کبر کا نام و نشان نہ تھا۔ غرض اصلاح اس طرح ہوتی ہے۔ اور گو اس متشددانہ طریق سے اصلاح کرنے کی ہمارے بزرگوں میں کثرت نہ تھی۔ مگر اس وقت اس کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ پہلے طالبوں کی طبیعت میں سلامتی تھی اور اب نہیں۔ فرق کی وجہ یہی ہے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۸ ج ۴)

اس ملفوظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے امراء علمِ دین کے لئے کتنی صعوبتیں برداشت کرتے تھے۔ اب تو مدارسِ دینیہ میں امراء کی اولاد کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

مقولہ "پیرا بڑا نہ ہو" کی بابت حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ "حضرت مولاناؒ" نے ایک

لفظ میں حقیقت کو ظاہر فرما دیا۔ یہ ان بزرگوں کی رائے ہے۔ جو مجسم اخلاق تھے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۱۰۵ ج ۲)

۹۔ بیقراری برداشت نہیں ہوتی | فرمایا: اہل محبت کے باب میں میری طبیعت حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ جیسی ہے۔ کسی اہل محبت کی بے چینی اور بے قراری برداشت نہیں ہوتی۔ یہی حضرتؒ کی حالت تھی کہ کسی اہل محبت کی بے چینی برداشت نہ فرما سکتے تھے۔ بشرطیکہ خلاف شریعت نہ ہو اور اگر خلاف شریعت ہو تو ایسی تیسی میں جائیں محبت بھی اور اہل محبت بھی۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۱۱۳ ج ۲)

۱۰۔ گریہ کیلئے سامان | گریہ کے مضمون پر ایک صاحب نے شیعوں کی مجالس کا ذکر کیا کہ وہ رونے ہی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور اس کیلئے سامان مہیا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ رنج ہی کیا ہوا جو اتنے سامان کے بعد رونا آوے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۷۶ ج ۲)

۱۱۔ تواضع | فرمایا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ میرٹھ میں مثنوی شریف پڑھاتے تھے۔ ایک درویش بھی شریک ہوتے تھے۔ کئی روز مثنوی شریف سن کر کہتے ہیں کہ مولاناؒ اگر درویش ہوتے تو کیا اچھا ہوتا۔ انہوں نے ایک روز محبت سے کہا کہ میں آپ کو توجہ دینا چاہتا ہوں۔ ذرا بیٹھ جائیے۔ ان کی نیت یہ تھی کہ کیفیت محمودہ کا مولاناؒ پر القاء کریں۔ حضرت مولاناؒ براہ تواضع بیٹھ گئے۔ وہ متوجہ ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر میں گھبرا کر کہنے لگے کہ حضرتؒ بڑی گستاخی ہوئی، معاف کیجئے۔ مجھ کو کیا خبر تھی کہ آپ کتنی دور پہنچے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا کہ ایک صاحب سے جنہوں نے مولاناؒ موصوف اور حضرت حاجی صاحبؒ کا درس مثنوی سنا تھا کسی نے پوچھا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور حاجی صاحبؒ کے مثنوی پڑھانے میں کیا فرق ہے۔ کہا کہ حضرت حاجی صاحبؒ تو مثنوی پڑھاتے تھے اور مولانا نہ معلوم کیا پڑھاتے تھے۔ عجیب جواب ہے۔ دونوں پہلو نکل سکتے ہیں۔ ایک اور درویش نے کہا ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا مثنوی پڑھانا ایسا ہے کہ مکان کے اندر لے جا کر کھڑا کر دیا کہ خود دیکھ لو۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۹۹ ج ۲)

۱۲۔ مشتبہ مال سے بچنے کا اہتمام | فرمایا کہ بزرگوں نے مشتبہ مال سے بچنے کا بڑا اہتمام کیا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی ایک شخص نے دعوت کی۔ کھانا مشتبہ تھا۔ آپ نے اس کی دلجوئی کے لئے کھا تو لیا مگر گھر پر آ کر قے کر کے سب نکال دیا۔ اس میں ایک طالب علمانہ

مشتبہ ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ تناول کا ارتکاب تو ہو ہی چکا تھا، جو مذموم ہے۔ پھر الیسا کرنے سے کیا نفع ہوا۔ جواب یہ ہے کہ ایک تو فعل ہے کھانا وہ تو بیشک واقع ہو چکا مگر دوسری چیز ہے جزو بدن بننا۔ جزو بدن بننے سے جو ظلمت ہوتی اس سے بچاؤ کیا۔ جیسا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بے خبری میں اجرت کہانت کا دودھ پی لیا تھا۔ جس پر کوئی مواخذہ نہ تھا۔ مگر پھر بھی خبر ہونے کے بعد قے کر دی۔ اس کا بھی یہی نفع تھا۔ حدیث کل لحم نبت من السحت فالنار اولی بہ۔ (جو گوشت حرام مال سے پیدا ہوا ہے اس کیلئے آگ ہی بہتر ہے) میں اس طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ باقی رہا مشتبہ کھانے کا تو وہ فتویٰ سے حرام نہ تھا۔ دلجوئی کی مصلحت اس میں بھی کراہت پر راجح تھی۔ یہاں جزو بدن بننے کے متعلق ایک ضروری تنبیہ ہے کہ اگر حرام کا تناول بقصد نہ ہو تو محض جزو بدن بن جانا موجب نار نہیں پھر اشارہ کی حقیقت یہ ہوگی کہ گو یہ خود معصیت نہ ہو مگر اس سے اب مادہ پیدا ہوگا کہ وہ معصیت کیطرف داعی ہوگا۔ سو اگر مقاوم قوی نہ ہو تو بواسطہ صدور اختیاری کے نار کیلئے موجب ہو جائے گا۔ (الافاضات الیومیہ ص ۳۰ ج ۲)

۱۳۔ حضرت حاجی صاحبؒ سے محبت | فرمایا ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی پڑھنا پڑھانا تو اور چیز ہے۔ مگر بیعت تو ہوں گے۔ حضرت امدادؒ ہی سے حضرت مولانا کو حضرت کے ساتھ عشق کا درجہ تھا۔ (الافاضات الیومیہ ص ۳۰۵ ج ۲)

۱۴۔ نبیح الدین | فرمایا: مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوتا تھا جسکو لوگ نبیا نبیا کہتے تھے۔ ایک دفعہ اس نے مولانا سے درخواست کی کہ میرا ایک خط لکھ دیجئے۔ مولانا نے خط لکھ دیا جب اس کا نام لکھنے لگے تو اس نے کہا، نبیا نہ لکھئے، نبی الدین لکھئے۔ مولانا نے مزاحاً فرمایا نہیں نبیح الدین ہوگا۔ اور یہ نباح سے مشتق ہے جسکے معنی بھونکنے کے ہیں مگر اسکو تو لغت کی کچھ خبر نہ تھی۔ وہ اسکو گاتا پھرتا تھا کہ میرا نام نبیح الدین ہے مجھے نبیا نہ کہا کرو۔ لوگ ہنستے تھے کہ بیوقوف یہ تو برا نام ہے۔ وہ کہتا واہ مولاناؒ نے میرا نام یہی لکھا ہے۔ (رجال الجلیل ص ۲۶)

۱۵۔ فن تعبیر میں مہارت | فرمایا ایک زمانہ میں مولانا محمد منیر صاحب نانوتویؒ نے سرکاری اسکول میں ملازمت کے لئے گورنمنٹ کے یہاں درخواست دے رکھی تھی۔ اسی زمانہ میں خواب دیکھا کہ پیچھے پیچھے بطین ان کے مکان کیطرف آ رہی ہیں۔ یہ خواب مولانا محمد قاسم

صاحبؒ سے عرض کیا۔ فرمایا اگر مٹھائی کھلاؤ تو اور تعبیر ہے اور مٹھائی نہ کھلاؤ تو اور تعبیر ہے۔ انہوں نے مٹھائی کا وعدہ کیا تو فرمایا جاؤ تم بریلی میں بیس روپے کے ملازم ہو جاؤ گے۔ اور مٹھائی کا وعدہ نہ کرتے تو میں یہ تعبیر دیتا کہ گیارہ روپے کے ملازم ہو جاؤ گے۔ اس کی حقیقت پوچھنے پر فرمایا کہ لفظ بط کے عدد فارسی کے اعتبار سے گیارہ ہیں اور اس میں طٗ مشدد ہے۔ میں نے اسکو مکرر لے کر بیس سے تعبیر دی اور معبر کو یہ اختیار ہے چاہے مکتوبی حروف کا اعتبار کرے یا ملفوظی کا۔ (استمداد التوبہ ص ۳۱)

۱۶۔ غالب علی الاخلاق فرمایا، ایک صالح شخص کو محض تذکرہ سے لوگوں نے ایک مردار کا عاشق بنا دیا۔ پھر اس شخص نے حضرت مولانا گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسمؒ سے مشورہ کیا کہ میں اس عورت سے نکاح کر لوں یا نہیں۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ہرگز نکاح نہ کرو، تم شریف خاندانی ہو اور وہ بازاری عورت ہے۔ اس سے نسل پر برا اثر پڑے گا۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے یہ مشورہ دیا کہ نکاح کر لو۔ مولانا اس شخص کی حالت سے متاثر ہو گئے۔ اور یہ سمجھے کہ اسکی یہ بے قراری جبھی زائل ہو گی جبکہ اس سے نکاح کرے گا۔ اس واسطے مولاناؒ نے نسل کی خرابی پر نظر نہ کی۔ کامل الاخلاق دونوں تھے اور دونوں اسکی حالت سے متاثر ہوتے مگر ایک غالب علی الاخلاق تھے۔ ایک مغلوب علی الاخلاق تھے۔ اور یہ امر غیر اختیاری ہے۔ اس میں کسب کو دخل نہیں۔ حق تعالیٰ جس کو چاہیں غالب علی الاخلاق کر دیتے ہیں۔ اور جسکو چاہیں مغلوب علی الاخلاق کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ایک ہی شخص ایک خلق پر غالب اور دوسرے خلق سے مغلوب ہوتا ہے۔ یہ بھی غیر اختیاری ہے۔ اور گو کمال یہ ہے کہ سالک غالب علی الاخلاق ہو، مگر یہ کمال غیر اختیاری ہے۔ اس لئے اس میں ایک کو دوسرے پر رشک نہ کرنا چاہیئے۔ (عصم الصوف عن رغم الانوف ص ۲۶)

۱۷۔ تواضع (لباس) فرمایا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی یہ حالت تھی کہ لباس ایسا پہنتے تھے جس سے کوئی نہ سمجھ سکے کہ یہ عالم ہیں۔ نہ عبا پہنتے تھے نہ چوغہ نہ ململ پہنتے تھے۔ نہ تنزیب بلکہ گاڑھا مارکین آپ کا لباس تھا اور اسی لباس سے آپ بڑے بڑے مجمعوں میں تشریف لے جاتے تھے مگر آپ کے سامنے سارے عبا اور جبہ والے دھرے رہ جاتے تھے۔ آپ ہی کا نام چمکتا تھا اور کسی کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔ چنانچہ مباحثہ شاہجہانپور میں جو مخالفین اسلام کے مقابلہ میں بڑا اعظیم الشان مناظرہ تھا۔ بڑے بڑے عبا قبا والے موجود

تھے اور حضرت مولانا اسی معمولی کرتہ اور لنگی میں تھے مگر جب آپ نے تقریر کی تو عوام پر اتنا اثر تھا کہ شاہجہان پور کے ہندو مہاجن اور بنئیے یہ کہتے تھے کہ نیلی لنگی والا مولوی جیت گیا۔ ایسی تقریر کی جیسے دریا بہتا ہے۔ کسی کو اسکی بات کا جواب نہیں آیا۔ نیز مولانا کی یہ بھی عادت تھی کہ سفر میں اپنا نام کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے، اور ساتھیوں کو بھی ممانعت تھی کہ کسی پر نام ظاہر نہ کریں اور اگر کوئی آپ ہی سے پوچھتا کہ جناب کا نام کیا ہے۔ فرماتے خورشید حسین کیونکہ آپ کا تاریخی نام یہی ہے مگر اس نام سے لوگ واقف نہ تھے۔ اس لئے کوئی نہ سمجھتا کہ مولانا محمد قاسم صاحب یہی ہیں۔ اور اگر کوئی وطن کا نام پوچھتا تو فرماتے الہ آباد، نانوتہ کا نام نہ لیتے۔ رفقاء نے کہا حضرت آپ کا وطن الہ آباد کدھر سے ہوگیا۔ یعنی یہ تو کذب ہے۔ فرمایا نانوتہ بھی خدا ہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ پس لغتہً ہر بستی الہ آباد ہے۔ یعنی کذب لازم نہ آیا بلکہ توریہ ہوا۔ (دفی المعاریض مندوحۃ عن الکذب کما رقم حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی دامت برکاتہم فی الحاشیہ) —— الفاظ القرآن ص۲۱

۱۸- فرمایا : جو تھے مژگان پر خوں سب وہ خار دلنشیں نکلے
جنوں پہ کیسے تیر نشتر کہیں ڈوبے کہیں نکلے

مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہٗ نے اس شعر کو ایک عجیب موقع پر لکھا ہے، بعض فرق باطلہ کا مذہب ہے کہ استدبار بالمرأۃ (دبر سے وطی کرنے سے) بھی حل قرار پاتا ہے — مولاناؒ نے اس پر لکھا ہے کہ واقعی کیوں نہ ہو۔ اسکی وہی مثال ہے ؎

جو تھے مژگان پر خوں سب وہ خار دلنشیں نکلے
جنوں پہ کیسے تیر نشتر کہیں ڈوبے کہیں نکلے (الاستقامۃ ص۲۵)

۱۹- پاکیزگی | فرمایا قرآن کی کیا بلاغت ہے کہ نہایت پاکیزہ پیرایہ میں اسکو بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں : کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ۔ یعنی مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ خدا کیسے ہوتے۔ یہ دونوں تو کھانا کھاتے تھے۔ اس میں اوّل تو یہ بات بتلائی کہ کھانے والا بھوک سے عاجز ہو کر غذا کا محتاج ہوتا ہے اور خدا محتاج و عاجز نہیں ہوتا۔ دوسرے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کھانا کھانے والے کو بول و براز کی حاجت ہوتی ہے۔ اور بول و براز کرنے والا خدا کیا ہوتا۔ خدائی کی شان کے لائق یہی حرکات ہیں؟ تو دیکھئے حالت بول و براز کو کیسے لطیف پیرایہ میں اشارۃً ادا فرمایا صراحۃً ذکر نہیں کیا۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ

نے ایک عیسائی کے سامنے یہ مضمون پیش کیا تو اس نے کہا کہ پیشاب پاخانہ کا نام نہ لو حضرت مسیح علیہ السلام کے ذکر میں ایسی گندی باتیں لانا بے ادبی ہے۔ مولاناؒ نے کہا پیشاب پاخانہ کا نام بے ادبی ہے۔ تو بول و براز سہی۔ الفاظ کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدل جائے گی۔ اس حقیقت کا وجود الوہیت کے منافی ہے۔ (ادج تنوج ص۱۹)

۲۰۔ فرمایا ہمارے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے پاس بھی کپڑوں کی کوئی گٹھڑی نہ تھی، نہ کوئی ٹرنک بکس تھا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے مولانا کی خدمت میں چند ٹوپیاں بھیجیں۔ آپ نے ان کو تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ صاحبزادہ نے والدہ صاحبہ کی وساطت سے ایک ٹوپی مانگ لی۔ خود نہیں کیا۔ فرمایا ہاں تو بھی ایسی ٹوپی پہنے گا۔ ایسا دماغ بگڑا ہے اب یہ تکلف سوجھے گا۔ دیکھ تو میں کیسی ٹوپی پہنتا ہوں اور ان کے کپڑوں کی گٹھڑی دیکھی۔ تقدیر سے صاحبزادہ کی گٹھڑی بھرکدار نکلی۔ آگ بگولہ ہو گئے کہ او ہو اس بھرکدار گٹھڑی میں آپ کا لباس رکھا جاتا ہے۔ کپڑے تہ ہوتے ہیں۔ یہ اچکن بھی تہ ہوا رکھا ہے۔ غرض سب کپڑوں کو کھول کھول کر صحن میں پھینک دیا۔ جب متبعین کی یہ حالت ہے۔ تو مقتداؤں (حضرات صحابہ کرامؓ) کی حالت سے کیا تعجب۔ (دستور سہارن پور ص۱۴)

۲۱۔ فرمایا: ہمارے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ پر ایسی تواضع کا خاص طور پر مذاق غالب تھا۔ ایک بار مولانا تھانہ بھون تشریف لائے اور آپ کا وعظ ہوا تو مولانا پائنتی بیٹھے تھے اور ہماری قوم شیخ زادہ کو دیکھئے کہ وہ مولانا کے سرہانے بیٹھے تھے۔ مولانا تو قوم کے بھی شیخ زادہ تھے۔ اگر مولانا سرہانے نہ بیٹھتے تو ان لوگوں کو یہ زیبا تھا کہ اس پلنگ کو خالی چھوڑ دیتے اور اس پر کوئی نہ بیٹھتا۔ مگر اللہ بچائے ایسی شیخ زادگی سے بھی کہ کسی کی تعظیم و تکریم نہ کریں۔ مولاناؒ کی یہ خاص شان تھی کہ ان کو اپنے سرہانے کسی کے بیٹھنے سے ذرا بھی ناگواری نہ ہوتی تھی وہ تو قصداً پائنتی کی طرف بیٹھتے تھے مگر بعض کا مذاق دوسرا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ چھوٹوں کے ساتھ چھوٹوں کا سا معاملہ کرنا چاہیئے۔ اس سے ان کا دل خوش ہوتا ہے۔ (تاسیس البنیان علی تقوی من اللہ و رضوان ص۲۸)

—(باقی آئندہ)—

پیچیدہ، دیرینہ، جسمانی، روحانی امراض کے خاص معالج | جمال شفاخانہ رجسٹرڈ | صدر بازار نوشہرہ — دہلی روڈ لاہور کینٹ